

# ہامان کا ذکر قرآن میں

(اس سلسلے میں مستشرقین کے اعتراضات کی تردید)

جناب سید شیر محمد عابد - گلبرگ، لاہور

سید شیر محمد صاحب کا یہ مضمون پہلے بھی ترجمان القرآن (اکتوبر ۱۹۶۹ء) میں شائع ہو چکا ہے۔ مگر مولف نے چونکہ اس میں مزید تحقیقی اضافہ بھی کیا ہے اور کچھ اصلاحات بھی، اور یہ وعدہ بھی پہلے سے تھا کہ اس مضمون کو مکمل شکل میں دوبارہ شائع کیا جائے گا، لہذا اب یہ پیش خدمت ہے۔ تفہیم القرآن میں ہامان کے متعلق جو نوٹس چھپے ہیں، ان سے اس کا تعلق ہے۔ (دس صفحے)

۱۔ ہامان نام کی دو شخصیتوں کے حوالے دو مقدس کتب میں ملتے ہیں۔ ان میں سے قدیم تر ہامان کا ذکر ہے جو قرآن پاک میں چھ مقامات پر آیا ہے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

سورۃ القصص کی آیات:-

۱۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلٰى فِى الْاَرْضِ وَجَعَلْ اٰهْلَهَا شِيْعًا يَسْتَضِيعُ طَافَةً مِنْهُمْ يَتَّبِعُ اٰبَاءَهُمْ وَاسْتَحٰى نِسَاءَهُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝	بلاشبہ فرعون سر زمین مصر میں بہت بڑا چڑھ گیا تھا اور وہ ان کے باشندوں کو مختلف میں تقسیم کر دیا تھا، ان میں سے ایک جماعت (یعنی بنی اسرائیل) کا زور گھٹا دیا تھا، وہ ان کے بیٹوں کو ذبح کراتا تھا اور ان کی عورتوں یعنی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا تھا۔ واقعی وہ بڑا مفسد تھا۔
---	--

اور ہم یہ چاہتے تھے کہ جن لوگوں کا زمین مصر میں زور گھٹایا جا رہا تھا، ان پر احسان کریں اور ان کو پیشوا بنا دیں اور ان کو درملک کا مالک بنا دیں۔ اور ان کو زمین میں حکومت دیں، اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو، ان (بنی اسرائیل) کی طرف سے وہ واقعات دکھائیں، جن سے وہ بچاؤ کر رہے تھے۔

تو فرعون کے لوگوں نے موسیٰ کو (مع صندوق کے) اٹھایا تاکہ وہ ان لوگوں کے لیے دشمن اور غم کا باعث بنے۔ بلاشبہ فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر (اس سلسلے میں) بہت خطا ثابت ہوئے۔

اور فرعون نے کہا، اے اہل دربار! مجھ کو تو اپنے سوا تمہارا کوئی خدا معلوم نہیں ہوتا، اے ہامان! تم میرے لیے مٹی کی اینٹیں بنا کر آگ میں پکواؤ، پھر میرے لیے ان اینٹوں سے ایک بلند عمارت بناؤ، تاکہ میں (اس پر چڑھ کر) موسیٰ کے خدا کو دیکھوں اور بلاشبہ میں اس (موسیٰ) کو چھوٹا سمجھتا ہوں۔

اور ہم نے قارون اور فرعون اور ہامان کو بھی ہلاک کیا اور ان کے پاس موسیٰ کھلی دلیلیں تھیں

وَأُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى  
الَّذِينَ اسْتَضَعُوا فِي  
الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً  
وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ  
لَا تَمَكِّنُ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ  
وَأُرِيدُ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ  
وَأَجْنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا  
يَحْتَدِرُونَ (القصص: ۲، ۳، ۴، ۵، ۶)

ب۔ فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ  
لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا  
إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ  
وَأَجْنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِبِينَ  
(القصص: ۸)

ج۔ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا  
الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ بِكُمْ مِنْ  
إِلَهِ غَيْرِي ج فَأَوْقِدْ لِي  
يُهَامُنُ عَلَى الطَّيْنِ فَأَجْعَلْ لِي  
صَرْعًا لَعَنِي أَطَّلِعَ إِلَى إِلَهِ  
مُوسَى لَا وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ مِنَ  
الْكَاذِبِينَ (القصص: ۳۸)

سورة العنكبوت کی آیت :-

د۔ وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنَ  
وَأَجْنُودَهُمْ جَاءَهُمْ مُوسَى

آئے تھے، لیکن انہوں نے زمین میں سرکشی کی  
اور ہمارے عذاب سے، بھاگ نہ سکے۔

بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي  
الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا سَابِقِينَ ه

(العنکبوت: ۳۹)

سورۃ المؤمن کی آیات:

اور ہم نے موسیٰ کو اپنے احکام اور کھلی  
دلیل کے ساتھ فرعون اور ہامان اور تاروت  
کے پاس بھیجا، تو انہوں نے کہا کہ یہ  
جادوگر اور جھوٹا ہے، پھر جب وہ  
ان کے پاس ہماری طرف سے دینِ حق  
لے کر آیا تو انہوں نے کہا کہ ان لوگوں کے  
جو اس پر ایمان لائے ہیں، بیٹوں کو اتل کر  
ڈالو اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دو، اور  
ان کافروں کی (بہ) تدبیر بالکل ہی غلط ثابت ہوئی۔

ه — وَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ  
بِآيَاتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ لَّ  
إِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَ  
قَارُونَ فَقَالُوا كَذٰبٌ ه  
فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ  
عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوا أَبْنَاءَ  
الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ وَاسْتَحْيُوا  
نِسَاءَهُمْ وَمَا كَيْدُ  
الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلٰلٍ ه

(المؤمن: ۲۳، ۲۴، ۲۵)

اور کہا فرعون نے اے ہامان! میرے لیے  
ایک بلند عمارت بناؤ، شاید میں آسمان پر  
جانے کی راہوں تک پہنچ جاؤں۔ پھر  
وہاں موسیٰ کے خدا کو دیکھوں اور میں تو موسیٰ کو  
جھوٹا ہی سمجھتا ہوں۔ اس طرح فرعون کو اپنے  
برے عمل خوبصورت معلوم ہوئے، اور وہ  
سیدھی راہ پر چلنے سے رُک گیا، اور فرعون کی  
ہر تدبیر کا نتیجہ تباہی کے سوا اور کچھ نہ نکلا۔

و — وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هٰمٰنُ  
ابْنُ لِيْ صِرْحًا لِّعَلِّيْٓ اُبْلَغُ  
الْاَسْبَابَ لَّٓ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ  
فَاَطٰعَ اِلٰى اِلٰهِ مُوسٰى وَاِنِّيْ  
لَاظُنُّهُ كَاذِبًا وَّكَذٰلِكَ  
زَيَّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءَ عَمَلِهٖ  
وَصَدَّ عَنِ السَّبِيْلِ وَمَا كَيْدُ  
فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبٰٓءٍ ه

(المؤمن: ۳۶، ۳۷)



دیا رھوی اور چودھویں ایڈیشن) اور انسائیکلو پیڈیا آف اسلام نے اپنے اپنے اعتراضات کی بنیاد رکھی۔ ان اعتراضات کا حاصل یہ ہے کہ دراصل ہامان اھوییرس نامی شاہ ایران کا وزیر اعظم تھا جیسا کہ کتاب آستر میں مذکور ہے۔ لیکن حضرت محمدؐ نے نعوذ باللہ شدید تاریخی غلطی کھا کر طویل بعد زمانہ کے باوجود اسے فرعونؑ کا وزیر بنا دیا اور بائبل میں مذکور مینار بابل کے ذکر پر مبنی ایک غلط سلسلہ کہانی بنائی جس کے مطابق جب حضرت موسیٰؑ نے فرعون کو خدا نے واحد و یکتا کا پیغام پہنچایا تو اس نے ہامان کو حکم دیا کہ وہ مٹی کی اینٹیں پکوا کر ایک فلک بوس عمارت تعمیر کروائے تاکہ اس پر چڑھ کر وہ آسمان پر جا کر دیکھے تو سہی کہ وہاں موسیٰؑ کا خدا ہے بھی! اگرچہ وہ اپنے دل ہی دل میں موسیٰؑ کو ایک جھوٹا جادوگر ہی خیال کرتا تھا۔

۴۔ مصر قدیم کے آثار کے ماہرین اور مشہور زمانہ مؤرخین کی بے لاگ تحقیقات نے حال ہی میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ اقل الذکر ہامان مستم الثبوت تاریخی حیثیت کا مالک تھا۔ FROF. SIR FLINDERS - PETRIE نے اپنی کتاب RELIGIOUS LIFE IN ANCIENT EGYPT کے صفحات ۲۱، ۲۰ پر لکھا ہے کہ آمن دیوتا کی پرستش لیبیا کے نخلستانی علاقہ سے شروع ہو کر مصر اور کارتیج میں پھیلی۔ جہاں اس کا نام "آمن"، "ہمین" یا بعل ہامان میں تبدیل ہو گیا۔ محقق مذکور نے اپنی ایک دوسری کتاب THE RELIGION OF ANCIENT EGYPT کے صفحہ نمبر ۳۰ پر لکھا ہے کہ THEBES میں واقع اس دیوتا کے مندر کا ایک بڑا پجاری مینڈھے کی کھال کا لبادہ زیب تن کر کے اور سر پر مینڈھے کی کھوپڑی پہن کر ہامان کا روپ اور نام اختیار کر لیتا تھا۔ گویا وہ اس بھیس میں خود آمن یا ہامان کہلاتا تھا۔ SIR WALLIS BUDGE کی کتاب EGYPTIAN RELIGION کے صفحات ۱۰۶، ۱۰۵ اور پروفیسر JAROSLAV CERNY کی کتاب ANCIENT EGYPTIAN RELIGION کے صفحات ۱۰۰ تا ۱۰۱ کے مطالعہ سے مزید وضاحت ہو جاتی ہے کہ دوسرے دیوتاؤں کے پجاری اور پجاریہ نہیں خود ان دیوتاؤں کا روپ اختیار کر کے ان کا کہ دار ادا کرتے تھے۔ یہی اینڈیشکس کے انسائیکلو پیڈیا جلد دہم کے صفحات ۲۹۲، ۲۹۵ کے مطالعہ سے بھی اس حقیقت کی تصدیق ہوتی ہے کہ مصری دیوی دیوتاؤں کے پجاری اور پجاریہ ان دیوی دیوتاؤں کا بھیس اختیار کر لیتے تھے اور ان کا کہ دار ادا کیا کرتے تھے۔ الغرض آمن یا ہامان دیوتا کا بڑا پجاری جو حضرت موسیٰؑ کا ہمعصر تھا وہی تو ہامان تھا جس کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے جو اس مضمون کے شروع میں نقل کیا جا چکا ہے۔

۵۔ پروفیسر STEINDORFF نے اپنی کتاب RELIGION OF ANCIENT EGYPT کے صفحات ۹۶ تا ۹۷ پر لکھا ہے کہ ہمان جس کا تشخص ہم اوپر بیان کر چکے ہیں، دیوتاؤں کی عمارت اور اہرام کی تعمیر و مرمت کا اہتم تھا۔ دیوتاؤں کی افواج کا سپہ سالار تھا۔ خزانہ کا منصرم تھا اور اناج کے ذخائر کا بھی وہی منتظم تھا۔ علاوہ بریں ملک کے تمام دیوتاؤں کے چھوٹے بڑے پروہت اسی کے زیر نگیں ہوتے تھے۔ اُس کی کثرتِ دولت و ثروت اور اثر و رسوخ کا مزید اندازہ لگانے کے لیے PROF. BREASTED کی کتاب A HISTORY OF EGYPT کے صفحات ۲۲۲ اور ۵۲۰ اور پروفیسر SIR FLINDERS PETRIE کی کتاب RELIGIOUS LIFE IN ANCIENT EGYPT کے صفحات ۵۲ تا ۵۵ ملاحظہ فرمائیں۔

۵ب۔ فرعون کو جب حضرت موسیٰ نے خدائے واحد و یکتا پر ایمان لانے کی دعوت دی تو فرعون اور اس کے اعیان و ارکانِ سلطنت نے جن میں ہمان بھی شامل تھا۔ اور قارون بھی جو یہودی النسل تھا ازراہ استکبار ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ فرعون خود کو دیوتا سمجھتا تھا اور خدائی کا دعویٰ کرتا تھا۔ علاوہ ازیں وہ کوئی دو ہزار کے لگ بھگ دوسرے دیوتاؤں کو بھی مانتا تھا۔ اُس نے حضرت موسیٰ کی دعوت کو اپنی اور دیگر دیوتاؤں کی خدائی کے خلاف بغاوت تصور کیا۔ PROF. BREASTED کی کتاب DEVELOPMENT OF RELIGION AND THOUGHT IN ANCIENT

EGYPT کے صفحہ ۱۵۳ اور SIR FLINDERS PETRIE کی کتاب RELIGIOUS LIFE IN ANCIENT EGYPT کے صفحات ۸۳ اور ۲۰۸، ۲۰۹ پر مذکور ہے کہ "سیٹرھی لنگاکر آسمان پر چڑھ کر دیوتاؤں سے ملنے" کا عقیدہ قدیم مصری مذہب کا ایک اہم جزو تھا، اسی لیے فرعون نے ہمان کو جو دیوتاؤں کی عمارتیں تعمیر کروانے پر بھی مامور تھا یہ حکم دیا کہ وہ اینٹیں پکوا کر ایک فلک بوس عمارت بنوائے تاکہ اس پر چڑھ کر وہ موسیٰ کے خدا کی ٹوہ تر لگائے گو دل ہی دل میں اُسے پہلے سے یقین تھا کہ موسیٰ جھوٹا جادوگر ہے۔ ہمان اور قارون اس ضمن میں فرعون کے ہم خیال اور ہم نوا تھے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ یہ شمار

اسرائیلی غلام اینٹیں بنانے پر مامور تھے، جس کا ذکر PROF. FLINDERS PETRIE کی کتاب EGYPT AND ISRAEL کے صفحات ۳۱ تا ۳۲ پر کیا گیا ہے علاوہ ازیں مذکورہ محقق نے مصری کھدائی کے دوران متعلقہ زمانہ کی کچی ہوئی اینٹیں بھی دریافت کی تھیں۔ فرعون کا متذکرہ حکم اس وقت

کے مذہبی عقائد کے مطابق تھا اور اس سے تمسخر یا تعجب کا کوئی پہلو نہیں نکلتا جیسا کہ ہمارے چند مفسرین نے بیان کیا ہے کہ فرعون کا ایسا کہنا تمسخر یا تعجب کو ظاہر کرتا ہے۔

۶۔ اب یہ ضروری معلوم ہونا ہے کہ ہم اپنے معترضین کے اعتراضات کے اصل ماخذ یعنی کتاب آستر اور اس میں مذکور لمان کی تاریخی حیثیت کا جائزہ لیں۔ جیسے بطورک وٹی اختیار کر کے انہوں نے اعتراضات کا طومار کھڑا کر دیا ہے۔ ہم قارئین کی توجہ JEWISH ENCYCLOPAEDIA جیوش انسائیکلو پیڈیا

کی جلد ۵ کے صفحات ۲۳۶ تا ۲۳۵ UNIVERSAL JEWISH ENCYCLOPAEDIA یونیورسل جیوش انسائیکلو پیڈیا کی جلد تیسرے کے صفحہ نمبر ۱۰ INTERPRETERS ONE VOLUME

COMMENTARY ON THE BIBLE مفسرین کی ایک جلدی تفسیر بائبل صفحہ نمبر ۳۹۳ اور ENCYCLOPAEDIA BIBLICA انسائیکلو پیڈیا بلیکا کی جلد نمبر ۲ کے کالم ۱۰۰ تا ۱۰۱

پر مرقوم موقر آرا کی طرف مبذول کرتے ہیں۔ ان کے مطالعہ سے ہم اس حتمی فیصلہ پر پہنچتے ہیں کہ کتاب آستر کی قطعاً کوئی تاریخی حیثیت نہیں۔ اکثر علمائے یہود و نصاریٰ اسے ایک عشقیہ رومان سے زیادہ وقعت نہیں دیتے۔ نیز اس کے کردار مع لمان فرضی ہیں۔ ڈاکٹری آف دی بائبل مؤلف JAMES HASTINGS

جیمز ہسٹنگز کے صفحہ ۲۲۰ کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کتاب آستر کے مصنف نے بائبل اور ایلی دیوی دیونائوں یعنی ہمان، مردک اور اشتر کے ناموں کو بگاڑ کر اپنے اہم کرداروں کے نام لمان، مردک اور آستر رکھ دیئے ہیں۔ نیز یہ امر بھی طالب توجہ ہے کہ پہلی دو صدی عیسوی تک عملائے یہود میں یہ مسئلہ باعث نزاع رہا کہ کتاب آستر کو اولڈ ٹیسٹامنٹ میں شامل بھی کیا جائے یا نہ، بالآخر اسے OLD TESTAMENT

میں شامل کرنے کا فیصلہ بعض اس وجہ سے کیا گیا کہ آستر کے افسانہ پر یہودیوں کے مقبول عام تہوار پوریم PURIM کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اور عوام کی رائے یہ تھی کہ اُسے ان کی نام نہاد الہامی اور آسمانی کتاب اولڈ ٹیسٹامنٹ کا حصہ بنا یا جائے۔ چنانچہ ایسا ہو کر رہا۔ اس پر طرہ یہ کہ چونکہ کتاب آستر کے اصلی مصنف نے اس میں نہ تو خدا کا ذکر کیا تھا اور نہ ہی کسی مذہبی عبادت کا، اس لیے ایک بعد کے مصنف نے اس میں چند باب بڑھا دیئے اور اس طرح یہ کتاب تخریف سے بھی محفوظ نہ رہ سکی۔ مارٹن لوتھر نے تو بعد حضرت ویاس یہ تک کہہ دیا کہ کاش کتاب آستر بائبل میں شامل ہی نہ ہوتی۔

الغرض کتاب آستر کے لمان کی کوئی تاریخی حیثیت ہی نہیں، لیکن پھر بھی چند مستشرقین نے اس کو

معیاریتاً کہ قرآن پاک میں مذکور ہامان کی مُسَلَّم تاریخت کو ہدفِ تعریف و تمغیص بنا یا ہے۔ ایک فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

گد نہ بند بروز شپہ چشم  
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

قصہ کوتاہ آج سے چودہ سو سال پہلے ہامان کا جو ذکر وحی کے ذریعے نبی اُمّی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور جو میں و عنی اپنی اصلی عبارت کے ساتھ محفوظ ہے، آج کل کے بے لاگ مغربی محققین کی انتھک تحقیقات نے اسے بالکل صحیح پایا ہے۔ اس کے ناقابل تردید تاریخی شواہد کی بنا پر جو ہم نے اوپر بیان کیے ہیں۔ ہم پودے و ثوقی اور اعتماد کے ساتھ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ مذکورہ ہامان کا جو ذکر قرآن پاک میں درج ہے اس سے یہود و نصاریٰ کے صحیفے یکسر خالی ہیں، البتہ ان صحیفوں میں جس ہامان کا قصہ ملتا ہے وہ ایک عشقیہ افسانے کا ایک فرضی کردار ہے۔ اور ہر ذی شعور اور با عقل انسان اس نتیجے پر پہنچے گا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت یہود و نصاریٰ کے کسی عالم، کسی کاہن، کسی بیبی کو ہامان کے متعلق ان باتوں کا قطعاً کوئی علم نہیں تھا جو قرآن میں مذکور ہیں۔ حیرت کا مقام ہے کہ اگرچہ عہد حاضر تک یہود و نصاریٰ یہ دعویٰ کرتے آئے ہیں کہ اولڈ ٹیسٹا منٹ کا کتاب خروج ان چند کتب میں سے ہے جو موسیٰ کی تصانیف ہیں اور حضرت موسیٰ خروج کے قائد تھے۔ لیکن اس میں ہامان کا ذکر بالکل مفقود ہے۔ نہ ہی اس میں متعلقہ فرعون کے ضروری حالات مثلاً نام اور عہد بیان کیے گئے ہیں۔ لہذا مستشرقین کے اس قسم کے الزامات بالکل بے بنیاد اور بے معنی ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود و نصاریٰ کے کسی عالم سے یا کسی غیر عرب اتالیق سے ان کی آسمانی کتابوں کے قصص سن سنا کر قرآن میں درج کر دیئے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عصر یہودی یا نصرانی علماء کو تو چھوڑ بیٹے۔ مغرب کے تو آج کل کے بڑے بڑے علماء جن میں انسائیکلو پیڈیا آف اسلام یا انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا کے مشہور زمانہ ایڈیٹر اور عربوں کا مشہور عیسائی مؤرخ تک شامل ہیں۔ وہ بھی تو ہامان کے اصلی حالات سے جو قرآن میں چودہ سو سال پہلے موجود ہیں، بے خبر تھے، ورنہ وہ اعتراض ہی کیوں کرتے۔ اگر فقط ہامان کے ان حالات پر ہی شور و غوغا اور تذبذب کیا جائے تو لامحالہ ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ قرآن بلا شک و شبہ ایک الہامی کتاب اور باری معجزہ ہے جو نبی اُمّی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر خدائے علیم وخبیر نے نازل فرمائی۔ اس میں ذرہ برابر جھوٹ کی



گنجائش نہیں۔ سورہ طہ سجدہ کی آیات ۴۱، ۴۲ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ۝  
لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ  
يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ  
مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ۝  
اور یہ تو ایک عالی مرتبہ کتاب ہے، اس  
پر جھوٹ کا دخل نہ آگے سے ہو سکتا ہے، نہ  
پچھے سے۔ اور وانا اور خود ہیوں والے (خدا)  
کی اتاری ہوئی ہے۔

اس ضمن میں ایک اہم بات جو ملحوظ خاطر رہنی چاہیے وہ یہ ہے کہ وحی الہی کا مقصود اولیٰ تاریخ  
آموزی نہیں، بلکہ ان قصص کے بیان کا اصل مدعا انسان کو بے شمار جھوٹے خداؤں کی غلامی سے آزاد  
کر کے فقط ایک واحد و یکتا خدا کی بندگی کی طرف رہنمائی کرنا ہے اور تذکیر و موعظت سے انسان کو حقیقی  
فلاح و بہبود کا راستہ دکھانا ہے۔

## استدراک

حال ہی میں چند مفسرین قرآن نے ہامان کی تاریخی حیثیت کے متعلق کچھ ظن و تخمین سے کام لیتے ہوئے لکھا  
ہے کہ وہ ثیب THEBES کے آمن دیوتا کا بڑا پجاری تھا۔ قارئین کرام کی دلچسپی کے لیے ہم ان کے  
تفسیری نوٹوں کا ذکر ضروری سمجھتے ہیں:

۱۔ مولانا عبدالماجد دریا بادی مرحوم نے تفسیر ماجدی جلد پنجم کے صفحہ ۸۰، پر تفسیری نوٹ نمبر ۱۱ میں  
تحریر فرمایا ہے: جس طرح ہامان کا عطف فرعون کے ساتھ یہاں اور آگے چل کر بھی آیا ہے اس سے تو  
قیاس ہی ہوتا ہے کہ جس طرح فرعون شخصی نام نہیں بلکہ شاہی لقب تھا۔ اسی طرح ہامان بھی کوئی سرکاری  
لقب ہی تھا۔ تاریخ سے اتنا تو بہر حال ثابت ہے کہ مصر کے ایک بہت بڑے دیوتا کا نام آمون AMON  
تھا۔ اس کے بڑے پجاری کے اختیارات بادشاہ سے بس کچھ ہی کم ہوتے تھے۔ عجب کیا کہ اس بڑے  
پجاری کا سرکاری لقب عربی تلفظ میں ہامان ہی ہو۔ اسی قیاس کا اظہار مولانا نے اپنی کتاب اعلام القرآن  
میں فرمایا ہے۔ البتہ انہوں نے اپنی انگریزی تفسیر میں سورہ القصص کے نیچے نوٹ نمبر ۱۰۰ اور ۲۱۰ میں بیانات  
دیا ہے کہ آمون دیوتا کے بڑے پجاری کا لقب ہی ہامان تھا۔ لیکن رالسن RAWLINSOON کی کتاب  
مصر قدیم ANCIENT EGYPT کے صفحہ ۲۸۹ کے مطالعہ سے جس کا حوالہ دیا گیا ہے، یہ  
بات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ مولانا مرحوم کی تحقیق کا نتیجہ سید نواب علی کی تحقیق سے کچھ مختلف نہیں، جو

انہوں نے تاریخ صحف سماوی میں رقم کی ہے۔

ب۔ سورہ القصص کے تحت تفسیری نوٹ نمبر ۲۸۸ میں جو مرزا بشیر الدین محمود احمد کی زیر نگرانی اردو

سے ۱۹۶۰ء میں شائع شدہ انگریزی تفسیر میں درج ہے۔ ایسا ہی دعویٰ کیا گیا ہے اور اس دعوے کی بنیاد

انہوں نے جیمز ہنری بریٹسٹڈ پی ایچ ڈی کی کتاب "مصر کی سرگذشت" A STORY OF EGYPT

BY JAMES HENRY BREASTED PH D پر رکھی ہے۔ ہماری تحقیقات کے مطابق

پروفیسر موصوف نے اس نام کی کوئی کتاب نہیں لکھی ہے اور اس ضمن میں ہم نے امریکن سینٹر لاہور کی وساطت

سے ٹسکا گویونیورسٹی اور واشنگٹن میں واقع کانگریس کی لائبریری

CONGRESS WASHINGTON DC سے اپنی معلومات کی تصدیق کرائی ہے نیز احمدی

خلیفہ سوئم کو جن کی زیر ہدایت ۱۹۶۹ء میں شائع شدہ انگریزی تفسیر میں بھی مندرجہ بالا نوٹ دہرایا گیا ہے، اپنی

معلومات کے نتیجے سے آگاہ کر دیا تھا۔ انہوں نے تادم آخر ہماری تحقیقات کے نتیجے پر روشنی نہیں ڈالی۔

مذکورہ نوٹ کئی دوسری وجوہ سے بھی محل نظر ہے جو ہمارے موضوع کے احاطے سے باہر ہیں۔

آخر میں یہ پُر زور طریقے سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قدیم ایرانی تاریخ میں نہ تو اسیورس (یا اسیورس)

AHAS ERAS کسی ایرانی بادشاہ کا نام نکلتا ہے اور نہ ہمان نامی کسی وزیر کا۔

(نوٹ: کتابیات حواریات کی فہرست حذف کر دی گئی ہے۔ ادارہ)